سوال

(52)جبری طلاق

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میاں بیوی میں کسی قسم کی رنجش نہ تھی نہ ہی زندگی میں اس سے پہلے کبھی خاوند نے طلاق کے الفاظ ادا کیے ہیں لیکن ساس اور بہو کا جھگڑا تھا بیوی 6ماہ کی حاملہ (Pregnant) تھی اور میکے میں تھی کہ 12مارچ 1996ء کو میکے میں خاوند کی طرف سے طلاق نامہ آیا۔ جس پر 3طلاقیں اکٹھی لکھی تھیں اور خاوند کے دستخط تھے پھر خاوند نے فون کیا کہ وہ طلاق میں نے نہیں دی کیونکہ اسٹام پیپر بھائی نے نکلوائے اپنی مرضی سے عبارت تحریر کروائی جس کا مجھے کوئی علم نہ تھا اور نہ ہی وہ تحریر مجھے انھوں نے پڑھ کر سنائی لیکن اچانک میرے سامنے پیپر زرکھ کر جبراً مجھ سے سائن کروائے جبکہ نہ میری نیت تھی نہ میں نے منہ سے کہا نہ اپنی مرضی سے تحریر لکھوائی اور اگر ایسا کچھ ہے بھی تو ابھی اس بات کو مہینہ نہیں ہوا اور میں رجوع کرتا ہوں یعنی طلاق کے پہلے ہی ماہ میں رجوع کر لیا تو اس کا کیا حل ہے کیا یہ طلاق ہو گئی یا نہیں۔ جبکہ طلاق 12مارچ کو ہوئی اور بچہ اس کے بعد 3جولائی کو پیدا ہوا اور خاوند نے رجوع کر لیا تھا بیوی کا فقہ حنفیہ سے اور خاوند کا اہلحدیث مسلک سے تعلق ہے۔ (1) کیپٹن خامس خان پنی ایچ 9، برٹش ہومز اسلام آباد۔ چوہدری عقیل احمد کے 11گلشن علی کالونی ڈیفنس روڈ لاہور کینٹ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سائل مذکور کے سوال کی دو شقیں ہیں۔

1۔ زبردستی طلاق

2۔ رضامندی سے طلاق

اگر سائل مذکور سے زبردستی طلاق دلوائی گئی ہے تو یہ طلاق شرعاً کالعدم ہے۔ اس کا وقوع نہیں ہوا۔ امام ابن ماجہ رحمة اللہ علیہ نے باب طلاق المکرہ والناسی میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إن اللہ تجاوز لأمتي عما توسوس بہ صدورہا مالم تعمل، أو تتكلم بہ، وما استكرہوا علیہ" (سنن ابن ماجہ **1/659(2044)**

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کے سینوں کے خیالات ووساس کو معاف کر دیا ہے جب تک وہ ان خیالات کو عملی جامہ پہنا نہیں لیتے یا بات نہیں کر لیتے اور اس بات کو بھی معاف کر دیا ہے جس پر انہیں مجبور کر دیا گیا ہو۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جبراً طلاق دلوانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی اسی طرح عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(لا طَلَاقَ ولا عِتَاقَ فی إغلَاقٍ)

"طلاق اور آزادی زبردستی نہیں ہوتی۔" (ابن ماجہ 1/660، (2046) ابوداؤد 1/507)

امام ابوعبید اور امام قتیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اغلاق کا معنی اکراہ ہے اسی طرح ابن درید اور ابوطاہر نحومین کے نزدیک بھی اس کا معنی اکراہ ہے۔ (ملاحظہ ہو مغنی لابن قدامہ 10/351 شرح السنہ 9/222)

صحیح بخاری میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ :

"طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَائِزٍ." (صحیح البخاری 2/793)

"نشے والے آدمی اور مجبور کی طلاق جائز نہیں۔"

امام ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"أن طلاق المكره لا يقع، روي ذلك عن عمر وعلي وابن عمر وابن عباس وجابر بن سمرة وبه قال عبدالله بن عبيد بن عمير وعكرمة والحسن وجابر بن زيد وشريح وعطاء وطاووس وعمر بن عبدالعزيز ومالك والأوزاعي والشافعي وإسحاق وأبو ثور وأبو عبيد" (المغنی 10/350)

"جبراً طلاق واقع نہیں ہوتی یہ مذہب سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے اور یہی بات امام عبداللہ بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ، امام عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ، امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، امام جابر بن زید رحمۃ اللہ علیہ، امام شریح رحمۃ اللہ علیہ، امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، امام طاؤس رحمۃ اللہ علیہ، امام عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن عون رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوثور رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ نے کہی ہے۔" (مزید ملاحظہ ہو شرح السنہ للامام بغوی رحمۃ اللہ علیہ 9/222)

کتاب وسنت کی نصوص صریحہ اور ان آئمہ کرام کی تصریحات کے مطابق جبراً طلاق واقع نہیں ہوئی۔ بصورت دیگر اگر خاوند کی رضا مندی سے طلاق دی گئی ہو تو پھر بھی مجلس واحدہ کی متعدد طلاقیں ایک طلاق رجعی کے حکم میں شمار ہوتی ہیں۔ صحیح مسلم میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ :

عن ابن عباس قال كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر بن الخطاب إن الناس قد استعجلوا في أمر قد كانت لهم فيه أناة فلو أمضيناه عليهم فأمضاه عليهم"

(مسلم 1/433) مسند احمد 1/314 مستدرک حاکم 2/196)

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق شمار ہوتی تھیں۔ پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس کام میں لوگوں کے لیے سوچ وبچار کی مہلت تھی اس میں انھوں نے جلدی سے کام لیا اگر ہم ان پر تینوں لازم کر دیں تو کیا حرج ہے تو انھوں نے ان پر اسے لازم کر دیا۔"

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ دور نبوی اور صدیقی بلکہ خود دور فاروقی کے ابتدائی دو سالوں میں مجلس واحدہ کی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی شمار ہوتی تھی۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کے دور کا فیصلہ ایک شرعی اور حتمی فیصلہ ہے جس سے بڑھ کر کسی کا فیصلہ حجت شمار نہیں ہوتا جبکہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ ایک سیاسی و تہدیدی فیصلہ تھا جیسا کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب طحطاوی حاشیہ درمختار 6/115 جامع الرموز 1/506 مجمع الانہر شرح ملتقی الابہر 2/6۔ طبع بیروت میں ہے کہ :

"واعلم ان فی الصدر ارازول اوارسل الثلاث جملہ لم یحکم الا بوقوع واحدہ الی زمن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم حکم بوقوع الثلاثہ لکثرۃ بین الناس تہدیدا"

(ابتدائی دور سے لے کر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک جب اکٹھی تین طلاقیں بھیجی جاتیں تو ان پر ایک طلاق رجعی کا حکم لگایا جاتا تھا پھر جب یہ عادت لوگوں میں کثرت سے پھیل گئی تو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین طلاقوں کا حکم تہدیدی طور پر لگا دیا۔ "

اور الدر المنتقی فی شرح الملتقیٰ 2/6 میں ہے کہ :

"انہ کان فی الصدر اول اوارسل الثلاث جملہ لم یحکم الا بوقوع واحدۃ الی ذمن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم حکم بوقوع الثلاثہ سیاسۃ لکثرتہ بین الناس"

فقہ حنفیہ کی اس صراحت سے واضح ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ ایک سیاسی وقتی اور تہدیدی تھا جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ شرعی اور حتمی ہے جس کی بنا پر اکٹھی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی کا حکم رکھتی ہیں جس میں خاوند دوران عدت اپنی بیوی سے رجوع کر کے اپنا گھر آباد کر سکتا ہے۔

بہر کیف پہلی صورت ہو تو طلاق واقع نہیں ہوئی اگر دوسری صورت تو ایک طلاق رجعی واقع ہوئی ہے جس کے بعد خاوند اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں رکھ کر اپنا گھر آباد کر سکتا ہے۔ اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد2۔کتاب الطلاق۔ صفحہ نمبر 432

محدث فتویٰ